اشاعت نمبر ۴۵

مزار اور میلے

از

راجہ خضر حسین بھٹی

(ماخوذ از روزنامہ نوائے وقت مورخہ 28 جولائی 2003)

مرکز الدعوۃ الاسلامیہ

پوسٹ بکس نمبر 172 سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی

پچھلے ہفتے کی بات ہے راولپنڈی کے نواح میں ایک عرس منایا گیا۔اس موقع پر ناچ ڈانس، رقص وسرود اور دیگر بے شمار غیر اسلامی وغیر شرعی اعمال وافعال کوتقریباً تمام اخبارات نے نمایاں طور پر شائع کیا۔اخباری خبر کے مطابق ڈی سی اور راولپنڈی نے متعلقہ تھانے کے ایس ایچ او صاحب سے بھی اس سلسلہ میں باز پرس کی۔

عرس، میلوں کے موقع پر ناچ ڈانس، ڈھول باجے اور رقص وسرود کی محفلوں کوتو سارے لوگ غیر اسلامی وغیر شرعی کام قرار دیتے ہیں، بجا طور پر یہ شیطانی کام ہیں اور یہ کام کرنے والے شیطان لوگ ہیں۔لیکن حقیقت میں دیکھا جائے تو مزاروں درباروں پر عرس میلے منانا بھی اسلام میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے بلکہ قبروں پر مزار دربار تعمیر کرنا بھی اسلام میں کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔

اچھے خاصے تعلیم یافتہ یہاں تک کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقے کی بھاری اکثریت بھی عرسوں میلوں کی حقیقت سے نا آشنا ہے اور آج مزاروں درباروں پر عرسوں میلوں کا تصور قلوب واذہان میں اس قدر راسخ اور پیوست ہو چکا ہے کہ لوگ اس کے اصل معنی، مفہوم حقیقت اور شرعی حیثیت سے آگاہ ہونے کے باوجود بھی اس کی اصل حقیقت کو ذہنی طور پر قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، جن سے عشق ومحبت کے دن رات دعوے کئے جاتے ہیں اگر آج کے دور میں دوبارہ اس دنیا میں تشریف لے آئیں اور ان نام نہاد مسلمانوں کو خالص اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کریں جس میں مزاروں درباروں پر عرسوں میلوں کی کوئی حیثیت نہیں، بلکہ مزاروں درباروں کا بھی کوئی تصور نہیں تو یقیناً آج کے مسلمانوں کی بہت بڑی اکثریت نہ صرف یہ کہ اسلام کی اس سنہری تعلیمات کا انکار کردیں گے بلکہ اس نبی کا بھی صاف انکار کردیں گے جو عرسوں میلوں کو خلاف اسلام قرار دیتا ہو۔اور ایسے نبی کو جو عرسوں میلوں کی مخالفت کرتا ہو، بہت بڑا وہابی قرار دیتے ہوئے ان کے خون کے پیاسے بن جائیں۔

عرس کے لغوی معنی "شادی" کے ھیں ۔لیکن سوچنے والی بات یہ ہے کہ مزاروں درباروں پر کن کی شادیاں ہوتی ہیں۔اسلام میں عرس کی شرعی حیثیت کا جائزہ لیا جائے تو ہم دیکھتے

ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے دور سے لے کر اسلام کی ابتدائی تین صدیوں تک مسلمانوں میں کہیں بھی اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ نہ تو نبی اکرم ﷺ نے ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ کا عرس منایا اور نہ ہی آپ ﷺ نے صحابہؓ کو کسی کا عرس منانے کی تعلیم دی۔ آپ ﷺ نے تو اللہ تعالٰی سے یہ دعا فرمائی (ترجمہ): ''اے اللہ! میری قبر کو پوجا گاہ نہ بنانا۔'' (موطا امام مالك)...

خلفائے راشدینؓ اور تابعینؒ کے زمانہ میں مسلمانوں نے کبھی کسی کا عرس نہیں منایا

نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو قبروں پر میلہ لگانے سے منع فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے یہود و نصاریٰ پر اس وجہ سے لعنت فرمائی کہ وہ انبیاء و صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہ بناتے تھے۔ آپ ﷺ نے مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کی طرح قبروں کو پوجا گاہ بنانے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح مسلم)

برصغیر کے مسلمانوں نے نہ صرف یہ کہ قبروں، مزاروں پر عرسوں میلوں کا اہتمام کیا بلکہ ان قبروں مزاروں میں مدفون شخصیات کے حوالے سے عجیب و غریب گمراہ کن نعرے بھی ایجاد کیے۔ یہ نعرے اور پکاریں ان کے گمراہ کن نظریات کی عکاسی کرتے ہیں: ''**بھاؤ الحق بیڑا دھک**'' ''معین اللین چشتی پار لگادے کشتی'' ان کفریہ اور شرکیہ نعروں اور پکاروں کی عام مثالیں ہیں۔

کون نہیں جانتا کہ قبروں مزاروں کی تعمیر و آرائش اور تزئین غیر اسلامی اور خلاف سنت فعل ہے۔ سورۃ النساء کی آیت نمبر 115 میں پروردگار عالم فرماتے ہیں (ترجمہ): ''اور جس نے رسول ﷺ کی مخالفت کی بعد اس کے کہ ہدایت اس پر واضح ہو چکی اور وہ مومنوں کو چھوڑ کر کسی اور راہ پر چلا تو ہم اس کو اسی طرف موڑ دیں گے جدھر وہ خود مڑ گیا اور اسے ضرور جہنم میں جھونکیں گے۔''

تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی اولاد آدم علیہ السلام مذہبی بگاڑ کا شکار ہوئی، اللہ کے ساتھ مخلوق کی بندگی کے دین نے حقیقی دین اسلام پر غلبہ حاصل کر لیا تو پھر ان کو دنیا کی ہر قسم کی برائی نے گھیر لیا۔ بناوٹی معبودوں اور طاغوتی ہستیوں اور نیک بندوں کے تعلق سے جگہ جگہ مراکز، آستانے، ہیکل، منادر، مقابر، مزارات اور بہشتی دروازے تعمیر ہوئے۔ جہاں یہ صرف عقیدت کے پھول نچھاور ہوئے

بلکہ دنیا کی ہر قسم کی خرافات، بے حیائی، برائی اور بے غیرتی کو راہ نجات کے نشان سمجھا گیا۔

مسلمانوں کے مذہبی انحطاط کا یہ عالم ہے کہ نوح علیہ السلام کی قوم کے تو صرف پانچ الٰہ تھے اور مشرکین مکہ کے تین سو ساٹھ مشکل کشا تھے لیکن کیا کہنا آج کے نام نہاد مسلمانوں کا جن کے حاجت رواؤں اور مشکل کشاؤں کا کوئی شمار ہی نہیں کیا جا سکتا۔ ہر قبر والا ان کا الٰہ ہے، درختوں، پتھروں اور جانوروں تک کو مقدس جان کر ان کی پوجا کی جاتی رہی ہے۔ کیا ہر دور میں تعلیمات اسلامی سے انحراف، بغاوت اور سرکشی کا نتیجہ انسانیت کی تباہی و بربادی کی صورت میں نہیں نکلا؟ سب سے زیادہ جو قومیں عذاب الٰہی کی لپیٹ میں آ کر تباہ و برباد ہوتی رہی ہیں اس کی وجہ شرک اور قبر پرستی ہی تھی۔

آج ھر جگہ مسلمانوں کی ذلت، رسوائی اور تباھی و بربادی اللّٰہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غضب کا مظھر ھے، کہیں بھی ان کو سکون حاصل نہیں۔ کہیں آپس میں دست و گریباں ہیں تو کہیں غیر مسلموں کے ہاتھوں ذلیل و رسوا ہیں۔ ان کی تباہی کا سب سے بڑا سبب ان کی مختلف فرقوں میں تقسیم در تقسیم ہے جو کہ عذاب الٰہی ہے۔ سورۃ روم کی آیات ۴۱ تا ۴۲ میں پروردگار عالم فرماتے ہیں (ترجمہ) ''خشکی اور تری میں پھیلا ہوا فساد لوگوں کے اپنی ہاتھوں کی کمائی ہے تاکہ ان کو اپنے (برے) اعمال کا مزہ چکھایا جائے۔ شاید سرکشی سے باز آجائیں۔ زمین پر چل پھر کر دیکھو تم سے پہلے کتنی قومیں تباہ و برباد ہوئیں۔ ان میں اکثریت مشرکوں کی تھی۔''

ابھی بھی وقت ھے ھم اپنی روش بدل لیں۔ خلاف اسلام قبروں کو پکا کر کے ان پر مزار دربار تعمیر کرنے اور ان پر عرسوں میلوں کی صورت میں ان کی پوجا پاٹ سے باز آجائیں۔ اس طرح اللہ کی رحمت کے مستحق ٹھہر سکتے ہیں۔ اگر اسی طرح خلاف شریعت و خلاف سنت قبریں پکی ہوتی رہیں، ان پر مزار دربار بنتے رہے، ان پر عرسوں میلوں کا سلسلہ جاری رہا تو پھر ان پر نہ تھمنے والا یہ خرافات کا سلسلہ بھی جاری رہے گا اور قہر الٰہی ہمارا مقدر بنتا رہے گا۔

اے صاحبان اقتدار! قبروں پر مزارات و کمپلیکس تعمیر کر کے اور عرس و میلے رچا کر قہر الٰہی کو دعوت نہ دو۔ گذشتہ مجرم قوموں کے انجام سے تم کیوں عبرت حاصل نہیں کرتے؟ شرک و قبر پرستی سے توبہ کر کے اپنے آپ کو تباہی و بربادی سے بچالو۔